

مجبوہی قرار دیا جائے۔ اسلام میں مجبوہی اور زبردستی یہ ہے کہ چھری چاقو یا گولی سے ڈرا کربات منوائی جائے۔ ظاہر ہے کہ ایسا تو نہیں ہوا۔ ایسی صورت میں جو مہر طے ہوا ہو وہ دینا پڑے گا۔ بعد میں یہوی سے پورا مہر یا اس کا کچھ حصہ معاف کرالیا جائے۔ اسے کہہ دیا جائے کہ موقع پر تو میں نے اتنا مہر دینا قبول کر لیا تھا تاکہ تقریب نکاح میں بدمزگی پیدا نہ ہو لیکن اس قدر مہر دینا میری استطاعت سے باہر ہے۔ اس لیے آپ پورا مہر یا مہر کا کچھ حصہ معاف کرو دیں۔ شادی سے قبل یا شادی کے بعد دونوں صورتوں میں آپ لڑکی سے یہ مطالبه کر سکتے ہیں۔ اس بات کا خیال رکھیں کہ نکاح کے وقت مهر مقرر کر دینے کے بعد مہر کی معافی یا کمی کا اختیار لڑکی کا ہوتا ہے۔ اس سے لڑکی کے والدین یا خاندان کا کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ اس لیے آپ یہ مطالبة لڑکی سے کریں کسی اور سے نہیں۔

اگر مہر ادا کیے یا معاف کرائے بغیر آدمی فوت ہو جائے تو یہوی آخرت میں اپنے حق کا مطالبه کرے گی اور اس کا یہ حق دینا پڑے گا۔ آخرت میں اداگی بہت مشکل اور انتہائی کشھن ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ مہر جو مقرر کیا گیا ہو ادا کیا جائے، یا پھر اسے اپنی زندگی میں یہوی سے معاف کرالیا جائے۔ والله اعلم بالصواب۔ (مولانا عبدالعالک)

اسکارف، گاؤں اور پرپڈہ

س: میں میڈیکل کی طالبہ ہوں۔ ہم سفید کوٹ کے اوپر سے اسکارف سے نقاب کر لیتی ہیں اور گاؤں کے طور پر علیحدہ سے لباس کے اوپر کچھ نہیں پہنا جاتا۔ سفید کوٹ کی لمبائی تقریباً قیص یا اس سے بھی کچھ کم ہوتی ہے۔ اس طرح سے سارے کپڑے نہیں چھپتے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ طریقہ درست ہے یا نہیں؟ حال ہی میں میرے علم میں یہ اعتراض آیا ہے کہ چونکہ کپڑے زینت ہیں اس لیے ان کا پورا چھپانا ضروری ہے۔ سفید کوٹ تو ہمیں ہر صورت میں پہننا ہوتا ہے، چاہے اسے کپڑوں کے اوپر پہننا جائے یا گاؤں کے اوپر سے۔ دوسرے طریقے میں خاص طور پر

گری میں بہت مشکل ہے لیکن اگر صرف سفید کوٹ پہن لینا کافی نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ ہمیں اس طریقے کو چھوڑنا ہوگا۔ اس سلسلے میں آپ کی رائے درکار ہے کیونکہ میں الجھن میں مبتلا ہوں۔ کالج اور ہسپتال کے علاوہ ہم لوگ عام برقع کا ہی پورا استعمال کرتے ہیں۔

ج : دورِ جدید کی باشمور نوجوان نسل نے جس طرح اپنے دینی اور شافتی شخص کے حوالے سے سوالات اٹھائے ہیں، وہ قابل تدریز ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے دین سے وابستہ رہ کر دو ریاضتی و سعتوں سے استفادہ کرنا چاہتی ہے۔ اس پس منظر میں آپ کا سوال اسلام کے تصورِ لباس و زینت سے تعلق رکھتا ہے۔

لباس زینت کو چھپاتا بھی ہے اور زینت دیتا بھی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے سورہ نور کی آیت ۳۱ میں یوں فرمایا ہے: ”اور اے نبی، مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں، اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنی زینت (بناو-سنگھار) نہ دکھائیں۔ بچا اس کے جو خود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھیوں کے آچل ڈالے رہیں۔ وہ اپنا بناو-سنگھار نہ ظاہر کریں مگر ان لوگوں کے سامنے: شوہر، باپ، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنے میل جوں کی عورتیں، اپنے لوڈی غلام، وہ زیر دست مرد جو کسی اور قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں..... (۳۱:۲۲)

یہاں زینت جس کا ترجمہ صاحب تفہیم القرآن نے بناو-سنگھار کیا ہے، اگر غور کیا جائے تو جہاں زینت کا مفہوم وہ زینت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے جسم میں رکھ دی ہے، یعنی جسم کے خدو خال وغیرہ، وہاں اس سے مراد وہ زینت بھی ہے جو زیور یا تعاویز وغیرہ کی شکل میں اختیار کی جاتی ہے۔ چنانچہ سینوں پر اوڑھیوں کے آچل ڈالنے کا تعلق اللہ کی بناوی ہوئی اور زیورات والی زینت سے نظر آتا ہے اور ساتھ ہی یہ بات بھی سمجھا دی گئی کہ اگر لباس شوخ اور چمکدار یا متوجہ کرنے والا ہوئیا گلے کانوں میں زیور پہنا ہو تو اپر سے چادر کو یوں گرا لیا جائے کہ خوب صورتی چھپ جائے۔ قرآن کریم نے زینت کے حوالے سے جو تعلیمات دی ہیں وہ نہ صرف متوازن ہیں بلکہ انسان کی ان خواہشات کے پیش نظر دی گئی ہیں جو وہ عام حالات میں

پوری کرنا چاہتا ہے۔ اگر ایک خاتون زیورات کا استعمال کرنا چاہتی ہے تو وہ انھیں استعمال کرے لیکن نمود و نمائش اور دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا ذریعہ نہ بننے دے۔ اسی لیے آیت کے آخری حصے میں یہ نہیں کہا گیا کہ پاؤں میں پازیب کا استعمال منع ہے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ پاؤں کو اس طرح مار کر چلنا کہ وہ اس پازیب کو ظاہر کر دئے منوع ہے۔ اس پر قیاس کرتے ہوئے پاؤں کو اس طرح جب بش دینا کہ گویا پازیب تو نہ پہنی ہو لیکن فیشن پر یہ میں چلنے کا تاثر بن جائے تو یہ بھی غلط قرار پائے گا۔

بعض زبانوں کو اسلام نے جائز بلکہ مستحسن قرار دیا ہے، جیسے شوہر کے لیے زینت کا اختیار کرنا، یا مسجد جاتے ہوئے مردوں کا اچھا لباس اور وضع قطع اختیار کرنا (الاعراف: ۷۱)۔ پھر یہ بات بھی اسی سیاق میں فرمادی گئی کہ ”اے نبی، ان سے کہو، کس نے اللہ کی اُس زینت کو حرام کر دیا ہے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے نکالا تھا اور کس نے اللہ کی بخشی ہوئی پاک چیزیں منوع کر دیں؟“ (۳۲: ۷)

جہاں تک سوال لباس کے اوپر گاؤں کے استعمال کا ہے اگر آپ غور کریں تو سادہ لباس د جسم کی زینت کو چھپانے کے لیے ہوتا ہے۔ اگر اس پر گاؤں کا استعمال کر لیا جائے تو پھر زینت کے چھپانے کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ چاہے گاؤں کی پیاسیں قیص کے لگ بھگ ہی ہو۔ لباس اگر ساتھ ہے، یعنی شلوار قیص جسم پر چست نہیں ہے، کپڑا اتنا باریک نہیں ہے کہ جسم نظر آئے تو صرف ایسی چادر جو جسم کے اوپر کے حصے کو پوری طرح ڈھانپ لے اور جس سے سر کے بال اور گردبُن یا سینہ نظر نہ آئے، جلبہ کی تعریف میں آتی ہے جسے خود قرآن کریم نے معین کر دیا ہے۔ آپ کے حوالے سے گاؤں اور اسکارف وہی کام کرتا ہے جو جلبہ کا ہے۔ اس سے برتع کا مقصد بڑی حد تک حاصل ہو جاتا ہے۔ گاؤں سفید ہو یا برا گاؤں یا گرے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کالج اور ہسپتال کے علاوہ بھی اسکارف کے ساتھ گاؤں نما کوٹ کا استعمال پر دے میں شمار کیا جائے گا۔ کیونکہ گاؤں بڑی حد تک برتع کا قائم مقام ہے اور خود زینت نہیں بلکہ زینت کو چھپانے کا ذریعہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (ڈاکٹر انیس احمد)